دفاع پاکستان!

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

وطن عزیز کسی نعمت سے کم نہیں، ہم پر فرض ہے کہ ہم اسے اندرونی و بیرونی نقصان سے بچائیں۔ اس مملکت خداداد کا دفاع ناگزیر ہے۔ اس کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اسے ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔ یاد رکھیں کہ وطن سے محبت طبعی امر ہے اور وطنیت کے فتنے سے بچتے ہوئے جائز حد تک اس سے محبت مشروع ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑتی، تو مدینہ کی محبت کی وجہ سے سواری (اونٹنی) کو تیز کرتے اور اگر کسی چوپائے (گدھے یا خچر) پر سوار ہوتے، تو اسے دوڑاتے۔“

(صحيح البخاري : 1802، 1886)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِينِ إِلَيْهِ.

”(یہ حدیث دلیل ہے کہ) وطن سے محبت اور اس کے لیے تڑپ رکھنا مشروع ہے۔“

(فتح الباري : 621/3)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾(الأنفال : 60)

”کفار کے خلاف بقدر استطاعت قوت و طاقت تیار کرو۔“

اس آیت کی تفسیر میں شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ مَا تَقْدِرُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْقُوَّةِ الْعَقْلِيَّةِ وَالْبَدَنِيَّةِ وَأَنْوَاعِ الْأَسْلِحَةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا يُعِينُ عَلٰى قِتَالِهِمْ، فَدَخَلَ فِي ذٰلِكَ أَنْوَاعُ الصَّنَاعَاتِ الَّتِي تُعْمَلُ فِيهَا أَصْنَافُ الْأَسْلِحَةِ وَالْآلَاتِ مِنَ الْمَدَافِعِ وَالرَّشَّاشَاتِ، وَالْبَنَادِقِ، وَالطَّيَّارَاتِ الْجَوِّيَّةِ، وَالْمَرَاكِبِ الْبَرِّيَّةِ وَالْبَحْرِيَّةِ، وَالْحُصُونِ وَالْقِلَاعِ وَالْخَنَادِقِ، وَآلَاتِ الدِّفَاعِ، وَالرَّأْيِ وَالسِّيَاسَةِ الَّتِي بِهَا يَتَقَدَّمُ الْمُسْلِمُونَ وَيُنْدَفِعُ عَنْهُمْ بِهٖ شَرُّ أَعْدَائِهِمْ، وَتَعَلُّمِ الرَّمْيِ، وَالشُّجَاعَةِ وَالتَّدْبِيرِ.

”جس کی بھی تم طاقت رکھتے ہو، مثلاً عقلی و بدنی قوت اور مختلف اقسام کا اسلحہ، نیز ہر وہ چیز جو کفار کے خلاف مددگار ثابت ہو سکتی ہو۔ اس قوت میں وہ تمام صنعتیں بھی شامل ہیں، جن میں مختلف اقسام کا اسلحہ اور دفاعی ہتھیار تیار ہوتے ہیں۔ اسی طرح مشین گنز، بندوقیں، جنگی جہاز، بری و بحری سواریاں، قلعے،

مورچے، خندقیں، دفاعی ہتھیار، سیاسی بصیرت جو مسلمانوں کے لیے ترقی اور دشمن کی شرانگیزیوں سے بچاؤ کا باعث بنے اور تیراندازی، شجاعت و بہادری اور جنگی منصوبہ بندی کی تعلیم حاصل کرنا بھی شامل ہیں۔''

(تفسير السعدي، ص 324)

بنیادی طور پر یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں، پاکستان مسلم ریاست ہے، اس کا دفاع بحیثیت مسلمان صحیح اسلامی عقائد و اعمال سے کیا جائے۔ محض ظاہری اسباب پر نظر رکھنا مسلمان کا شیوہ نہیں۔

پاکستان ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ عقائد و اعمال کی خرابی نعمت سے محرومی کا سبب بن سکتی ہے۔ اصل طاقت ایمان ہے، جس سے دشمن مرعوب ہوتا ہے۔ اگر عقیدہ و عمل کی دولت نہ ہو، تو پھر بھلے کتنے ہی ظاہری اسباب ہوں، دشمن زیر نہیں ہوسکتا۔ ایمان و عمل صالح کے ساتھ ساتھ دشمن سے زیادہ یا کم از کم اس کے برابر طاقت جمع کرنا ضروری ہے۔ عقیدہ و عمل ہی کی بدولت ایک مسلم نوجوان شجاعت و بہادری کا پیکر بنتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے شاہِ روم کو خط لکھا، اسلام کی دعوت دی، اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا، تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، دل دہل گیا اور مرعوب ہو گیا۔ اس خوف و دبدبے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مسلمان اور ان کے قائد محمد رسول اللہ ﷺ میں ایمانی قوت موجود تھی، جس نے میلوں دور شاہِ روم پر رعب طاری کر دیا۔

حالاں کہ اُس وقت نبی کریم ﷺ بے سروسامان تھے، نبوت کے ابتدائی ایام تھے، اسلام کسمپرسی کے حالات سے دوچار تھا۔ اسلحہ تو دور کی بات ہے، سلطنت بھی نہیں تھی۔ چند ساتھی ایمان لائے تھے۔

اس لیے مسلمان کی اصل طاقت ایمان باللہ ہے، نہ کہ ظاہری اسباب۔ یہی وجہ تھی کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کئی غزوات لڑے گئے۔ فتوحات ہوئیں، پوری پوری سلطنتیں ہاتھ لگیں، مال غنیمت حاصل ہوا، اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، لیکن حیرت کی بات ہے کہ ان سب کے باوجود مسلمانوں کا بہت کم نقصان ہوا۔

غزوہ ہند:

لیکن چند باتیں جن کا تعلق فہم حدیث سے ہے وہ ملحوظ خاطر رکھنی چاہئیں، مسلمان کی مدد اور ملک کی حفاظت کے الگ سے دلائل موجود ہیں، جو کہ ہم اوپر بیان کر چکے، بعض حضرات ایک حدیث کو لے کر اسے خاص وقت پر منطبق کیا کرتے ہیں، سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

''میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ رکھے گا، ایک وہ، جو غزوہ ہند کرے گا اور دوسرا، جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر (دجال کے خلاف) جہاد کرے گا۔''

(التاريخ الكبير للبخاري : 73/6، الجهاد لابن أبي عاصم : 288، وسندهٗ حسنٌ)

ہند وسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے، جس میں بھارت، پاکستان اور افغانستان وغیرہ شامل ہیں۔ ہمارے ہاں جب کبھی بھارت اور پاکستان کے حالات میں کشیدگی آتی ہے، تو یہ حدیث ان حالات پر چسپاں کر دی جاتی ہے۔ جب کہ یہ تشریح بالکل خطا ہے۔ غزوہ ہند کے حوالے سے شارحین حدیث نے کچھ واضح نہیں کیا، البتہ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ غزوہ

ہند بنو امیہ کے دور میں ہو چکا ہے۔

سیدنا عیسی علیہ السلام کا جہاد قرب قیامت دجال کے خلاف ہوگا۔ اس حدیث میں جن دو غزوات کا ذکر ہے، وہ تلواروں اور نیزوں سے لڑے جائیں گے، نہ کہ توپوں اور ٹینکوں سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ .

''اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائے گا۔''

(صحیح مسلم : 2897)